کوئی صحیح حدیث قرآن کے مخالف نہیں (۳)

غلام مصطفےٰ ظہیر امن پوری

حدیث دین ہے ، جیسا کہ امام محمد بن سیرین تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

هذا الحديث دين ، فانظروا عمّن تأخذون دينكم ۔

''یہ حدیث دین ہے ، لہٰذا دیکھو کہ تم اپنا دین کس سے لے رہے ہو ۔''

(الشمائل للترمذی : ٤١٧، وسندہ، صحیح)

حدیث بیانِ قرآن ہے ، کوئی صحیح حدیث قرآن کے مخالف نہیں ، کیونکہ یہ دونوں اللہ کی طرف سے ہیں ، اس لیے ان میں تعارض نہیں ، فرمانِ باری تعالیٰ ہے :

(اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا⋆)(النساء : ٨٢)

''کیا وہ قرآن کریم پر غور نہیں کرتے اور اگر یہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بڑا اختلاف دیکھتے ۔''

مشہور سنّی مفسر امام ابنِ جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

انّ الّذی أتیتھم بہ من التّنزیل من عند ربّھم لاتّساق معانیہ وائتلاف أحکامہ وتأیید بعضہ بعضا بالتّصدیق وشھادۃ بعضہ لبعض بالتّحقیق ، فانّ ذالک لو کان من عند غیر اللّٰہ لاختلفت أحکامہ وتناقضت معانیہ وأبان بعضہ عن فساد بعض ۔

''یقینا وہ وحی جو آپ ان کے پاس ان کے رب کے پاس سے لائے ہیں تاکہ اس کے معانی کو بیان کریں ، اس کے احکام کو جوڑیں ، بعض آیات بعض کی تصدیق کریں اوربعض بعض کے حق ہونے کی گواہی دیں، اگر یہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتی تو اس کے احکام مختلف ہو جاتے ، اس کے معانی متناقض ہو جاتے اور ایک دوسرے کی خرابی واضح کرتے ۔''(تفسیر طبری : ٥/١٧٩)

قرآنِ مجید میں حقیقی اختلاف وتعارض اس لیے نہیں ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے ، اس بات کی تصدیقِ جازم حدیث ان الفاظ سے کرتی ہے ، سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں :

لقد جلست أنا وأخی مجلسا ، ما أحبّ أنّ لی بہ حمر النّعم ، أقبلت

أنا وأخی ، واذا مشیخۃ من صحابۃ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم جلوس عند باب من أبوابہ ، فکرھنا أن نفرّق بینھم ، فجلسنا حجرۃ ، اذ ذکروا آیۃ من القرآن ، فتماروا فیھا ، حتی ارتفعت أصواتھم ، فخرج رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم مغضبا ، قد احمرّ وجھہ ، یرمیھم بالتّراب ، ویقول : مھلا یا قوم ! بھذا أھلکت الأمم من قبلکم باختلافھم علی أنبیائھم وضربھم الکتب بعضھا ببعض، انّ القرآن لم ینزل یکذّب بعضھا بعضا ، فما عرفتم منہ فاعملوا بہ ، وما جھلتم منہ فردّوہ الی عالمہ ۔

''میں اور میرا بھائی ایک مجلس میں بیٹھے ، میرے لیے اگر اس کے بدلے میں سرخ اونٹ بھی ہوں تو میں پسند نہ کروں ، میں اور میر ا بھائی آئے تو اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کئی ایک مشایخ مسجد کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے ، ہم نے ان کے درمیان فاصلہ کرنا مناسب نہ سمجھا ، ہم ایک حجر ہ میں بیٹھ گئے ، انہوں نے قرآنِ کریم کی ایک آیت پڑھی ، پھر اس کے بارے میں اختلاف کرنے لگے یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہو گئیں ، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے ، آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو چکا تھا ، آپ ان پر مٹی پھینک رہے تھے اور فرمارہے تھے ، اے قوم ! تم سے پہلی امتیں اپنے انبیاء پر اختلاف کرنے اور اپنی کتابوں کے بعض حصے کو بعض کے ساتھ ٹکرانے کی وجہ سے ہی تو ہلاک ہوئی تھیں ، قرآن اس طرح نازل نہیں ہوا کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو جھٹلائے ، بلکہ اس کا بعض حصہ دوسرے حصے کی تصدیق کرتا ہے ، تم اس میں سے جو سمجھ لو اس پر عمل کرو اور جس کو نہ سمجھ پاؤ اس کو اس کے جاننے والے کی طرف لوٹا دو ۔''(مسند الامام احمد : ۲/۱۸۱، ح : ٦۷۰۲، وسندہ، صحیح ، صحیح مسلم : ٢٦٦٦مختصراً)

ایک روایت میں ہے :

فقال بعضھم : ألم یقل اللّٰہ کذا وکذا ؟ وقال بعضھم : ألم یقل اللّٰہ کذا وکذا ؟ ۔۔۔۔

''ان صحابہ میں سے کچھ نے کہا ، کیا اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے نہیں فرمایا ؟ اور دوسروں نے کہا ، کیا اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے نہیں فرمایا ؟ ۔۔۔۔''(مسند الامام احمد : ۲/۱۹٦)

جب حدیث قرآنِ مجید کی تصدیق کرتی ہے اور اس کے تعارض کی نفی کرتی ہے تو خود اس کے معارض و مخالف کیسے ہو

سکتی ہے ؟ بلکہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حدیث حق ہے ، حق ہمیشہ حق کی تصدیق کرتا ہے ، حق کبھی حق کے مخالف و معارض نہیں ہو سکتا ، اس پر سہاگہ یہ کہ قرآن نے حدیث کی حقانیت و حجیت کی نفی کی نہیں کی ، نہ ہی حدیث کے وحی ہونے یا منزل من اللہ ہونے کی نفی کی ہے ، حدیث نے قرآنِ مجید کو وحی تسلیم کیا ہے ، نیز یہ بھی بتایا ہے کہ اگر قرآنِ کریم کے مفہوم میں کوئی اشکال و اشتباہ واقع ہوتو قرآن کے عالم سے پوچھ لو ، علمائے حق تو قرآن و حدیث کے بارے میں یہ کہتے ہیں : (اٰمَنَّا بِہٖ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا)(آل عمران : ۷)

''ہم اس پر ایمان لائے ، سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے ۔''

علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں :

فھذا الحدیث ونحوہ ممّا ینھی فیہ عن معارضۃ حقّ بحقّ ، فانّ ذالک یقتضی التّکذیب بأحد الحقّین أو الاشتباہ والحیرۃ ، والواجب التّصدیق بھذا الحقّ ، وھذا الحقّ فعلی الانسان أن یصدّق بالحقّ الأذی یقولہ غیرہ ، کما یصدّق بالحقّ الّذی یقولہ ھو ، لیس لہ أن یومن بمعنی آیۃ استدلّ بھا ، ویردّ معنی آیۃ استدلّ بھا مناظرہ ، ولا أن یقبل الحقّ من طائفۃ ، ویردّہ من طائفۃ أخریٰ ۔

''یہ اور اس طرح کی دوسری احادیث حق کو حق کے ساتھ معارض قرار دینے سے منع کرتی ہیں ، کیونکہ یہ معارضہ دو حقوں میں سے ایک حق کی تکذیب کایا اشتباہ کا یا پریشانی کا تقاضا کرتا ہے ،حالانکہ اس حق کی تصدیق واجب ہے ، لٰذا انسان پر لازم ہے کہ وہ دوسرے کے کہے گئے حق کی بھی اسی طرح تصدیق کرے جس طرح کہ اپنے کہے گئے حق کی تصدیق کرتا ہے ، اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ جس آیت کے معنیٰ سے خود استدلال کرے اس کی تو تصدیق کرے ، جبکہ اس آیت کے معنیٰ کو رد کر دے جس سے اس کا مقابل استدلال کرے ، نہ ہی یہ جائز ہے کہ ایک گروہ سے حق کو قبول کرے اور دوسرے گروہ کی طرف سے آنے والے حق کو رد کر دے۔''(درء تعارض العقل والنقل : ۸/۴۰۴)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

وأن یعلم أنّ أحکام اللّٰہ ، ثمّ أحکام رسولہ لا تختلف ، وأنّھا تجری علی مثال واحد ۔

''یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام میں

اختلاف نہیں ہوتا ، بلکہ وہ ایک ہی انداز میں ہوتے ہیں ۔''(الرسالہ للشافعی : ۱۷۳)

علامہ ابنِ حزم رحمہ اللہ اس مسئلہ میں قرآنی دلائل ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

وصحّ بما ذکرنا بطلان قول من ضرب القرآن بعضہ ببعض ، أو ضرب الحدیث الصّحیح بعضہ ببعض ، أو ضرب القرآن والحدیث بعضھا ببعض ۔

''ہم نے جو دلائل ذکر کیے ہیں ، ان سے ثابت ہو گیا ہے کہ جو شخص قرآن کی آیات کا آپس میں ، یا صحیح احادیث کا آپس میں یا قرآنِ کریم اور حدیث کا آپس میں تعارض پیدا کرتا ہے ،اس کا قول باطل ہے ۔''

(الاحکام : ۱/۱۱۲)

حافظ ابنِ قیّم رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

وأصول الشّرع لا یضرب بعضھا ببعض ، کما نفیٰ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم عن أن یضرب کتاب اللّٰہ بعضہ ببعض ، بل یجب اثباتھا کلّھا ، ویقرّ کل منھا علی أصلہ وموضعہ ، فانّھا کلّھا من عند اللّٰہ الذی أتقن شرعہ وخلقہ ، وما عدا ھذا فھو الخطأ الصّریح ۔

''شریعت کے اصولوں کو ایک دوسرے سے متعارض قرار نہیں دینا چاہیے ، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو قرآن سے متعارض قراردینے سے منع فرما دیا ہے ، بلکہ سب کا اثبات واجب ہے ، ہرایک اپنی جگہ ثابت ہے ، کیونکہ سب کچھ اس اللہ کی طرف سے ہے ، جس نے اپنی شریعت و تخلیق بہت پختہ کی ہوئی ہے ، اس کے علاوہ جو بھی (نظریہ)ہے ، وہ واضح غلطی ہے ۔''(اعلام الموقعین : ۲/۳۸)

قرآن کو حجت ماننا اور حدیث کو نہ ماننا اللہ و رسول کے درمیان تفریق ہے ، بعض پر ایمان اور بعض کے ساتھ کفر کا مصداق ہے ، ایمان کے تقاضوں کے خلاف ہے ، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

(وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ)(النساء : ۱۵۲)

''اور وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ،اور ان کے درمیان تفریق نہیں ڈالی ۔''

الشیخ عبدالرحمن بن ناصر السعدي رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

وھذا یقتضی الایمان بکلّ ما أخبر اللّٰہ بہ عن نفسہ و بکلّ ما جاء ت بہ الرّسل من الأخبار والأحکام ۔

''یہ فرمانِ باری تعالیٰ تقاضا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی

خبر خود اپنے بارے میں دی ہے اور جو اخبار و احکام رسول لے کر آئے ہیں ، ان سب پر ایمان لایا جائے ۔''
(تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان : ۲/۲۱۰، بتحقیق محمد زہری النجار)

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: (وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ⋆)(النحل : ٤٤) ''اور ہم نے یہ ذکر (قرآن)آپ کی طرف اس لیے نازل کیا ہے تاکہ آپ ان کی طرف نازل کی گئی وحی کی وضاحت کریں اور تاکہ وہ غور وفکر کریں ۔''

امام شافعی فرماتے ہیں : انّ اللّٰہ عزّوجلّ وضع نبیّہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فی کتابہ ودینہ بالموضع الّذی أبان فی کتابہ ، فالفرض علی خلقہ أن یکونوا عالمین بأنّہ لا یقول فیما أنزل علیہ الّا بما أنزل علیہ ، وانّہ لا یخالف کتاب اللّٰہ ، وأنّہ بیّن عن اللّٰہ عزّوعلا معنیٰ ما اراد اللّٰہ۔

''اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور اپنے دین میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ مرتبہ دیا ہے جو خود قرآن میں بیان کر دیا ہے ، لہٰذا مخلوق پر یہ جان لینا فرض ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نازل شدہ وحی (قرآن)کے بارے میں نازل شدہ وحی (حدیث)سے ہی بولتے ہیں ، نیز آپ کتاب اللہ کی مخالفت نہیں فرماتے ، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی مراد کو واضح کرتے ہیں ۔''(جماع العلم : ص ۱۱۸)

معلوم ہوا کہ کوئی صحیح حدیث قرآن کے مخالف نہیں ، کیونکہ قرآن کی تفسیر و تبیین اور تشریح و توضیح نبی ئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے ہے ، حدیث ِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی مراد ہے ، نیز رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان قرآن کا بیان ہے ۔

ہم پہلے بھی کئی بار عرض کر چکے ہیں کہ قرآن و حدیث میں ظاہری تعارض و مخالفت موجود ہے ، حقیقت میں کوئی تعارض نہیں ، کیونکہ حقیقت میں تعارض ، تناقض ہوتا ہے ، اس سے دو باتوں میں سے ایک کا جھوٹا ہونا لازم آتا ہے ، جبکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حق میں جھوٹ ناممکن ہے ، جو لوگ صحیح حدیث کو حقیقت میں قرآن کے مخالف و معارض سمجھتے ہیں ، ان سے پوچھا جائے کہ وہ حدیث کو کیا حیثیت دیتے ہیں ؟ اگر وہ حدیث کو حق کہیں توسوال یہ ہوگا کہ حق حق کے ساتھ حقیقت

میں متعارض ہو سکتا ہے ؟ نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ صحیح حدیث
کو حقیقت میں قرآن کے مخالف تسلیم کر کے درحقیقت رسولِ
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کر رہے ہیں ۔

علامہ شاطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

أدلّة الشّرع لا تتعارض فی نفس الأمر ، ولذلک لا تجد البتّة دلیلین
أجمع المسلمون عن تعارضهما ، بحیث وجب علیهم الوقوف ، لکن
قد یقع التّعارض فی فهم النّاظرین ۔

''شریعت کے دلائل حقیقت میں باہم متعارض نہیں ہوتے ، اسی
لیے آپ کوئی ایسی دو دلیلیں نہیں پائیں گے جن کے متعارض ہونے
پر مسلمانوں کا اس طرح اجماع ہو گیا ہو کہ ان پر توقف واجب
ہو جائے ، البتہ بسا اوقات دیکھنے والوں کے فہم میں تعارض واقع
ہو جاتا ہے ۔''(الموافقات للشاطبی : ٤/٢٩٤)

★★ ★★ ★★